کشف المحجوب اردو

تصنیف

حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری ثم اللاہوری

المعروف بہ داتا گنج بخش

رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام

وقار علی بن مختار علی

ناشر:- مکتبہ تھانوی دیوبند "یوپی"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کشف المحجوب اردو

مصنف

حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری ثم لاہوری

المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام

وقار علی بن مختار علی

ناشر

مکتبہ تھانوی ، دیوبند، یوپی

اور اس چوبارہ سے بطور طنز مجھ سے باتیں کرتے تھے۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو خربوزے لے کر بیٹھ گئے اور انہیں کھانا شروع کیا اور چھلکے مجھ پر پھینکتے رہے۔ کیوں کہ ان کی طبیعت کی خوشی اس وقت میری توہین پر موقوف تھی اور میں دل میں کہتا تھا کہ اے بارِ خدایا اگر میں نے تیرے دوستوں کا لباس نہ پایا ہوا ہوتا تو میں ضرور ان سے کنارہ اختیار کرتا۔ اور جس قدر وہ طعن و ملامت مجھ پر زیادہ کرتے تھے میں بہت خوش ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ اس طعن کا بوجھ اٹھانے سے میری وہ مشکل حل ہو گئی اور اسی وقت مجھ کو معلوم ہو گیا کہ مشائخ رحمہم اللہ علیہم جاہلوں کو اپنے میں کیوں رہنے دیتے ہیں اور ان کا بوجھ کس لئے اٹھاتے ہیں اور تحقیقی طور پر ملامت کے تمام احکام یہی ہیں۔ جن کو میں نے اللہ پاک کی مدد و توفیق سے ظاہر کر دیا ہے۔

باب اس امر کا کہ صوفیا کرام کا پیشوا صحابہ رضؓ سے کون کون ہے

اے طالب صادق! اب قدرے بیان کرتا ہوں ان کے اماموں کا احوال اور یہ بھی کہ اصحابہ میں سے ان کا کون سا صحابی معاملات میں پیشوا اور احوال میں پیشرو ہوا ہے تاکہ تیری مراد ان سے ثابت ہو۔ ایک ان میں سے شیخ الاسلام ہیں جو کہ اہل تجرید کے امام اور حنیفہ ہیں اور نیز ارباب تفرید کے شاہنشاہ ہیں اور تمام انسانی آفتوں سے دور ہیں۔ جن کا نام نامی حضرت امیر المومنین ابو بکر عبداللہ بیٹا عثمان صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جن کی بے شمار کرامتیں مشہور ہیں اور معاملات اور حقیقتوں میں ان کے نشان اور دلائل ظاہر ہیں۔ اور تصوف کے باب میں قدرے ان کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ اور مشائخ نے ان کو صاحبان مشاہدہ میں مقدم رکھا ہے اس لئے کہ ان کی روایات اور حکایات بہت تھوڑی ہیں۔ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بسبب سختی اور کارکنی کے صاحبان مجاہدہ میں مقدم رکھا ہے۔ اور اہل علم کے نزدیک صحیح حدیثوں میں لکھا ہوا ہے کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ رات کو نماز پڑھتے تو قرآن کو آہستہ پڑھتے اور جب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو نماز میں قرآن پڑھتے تو بلند آواز سے پڑھتے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب پوچھا کہ اے

ابوبکر آپ قرآن کو آہستہ کیوں پڑھتے ہیں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کی۔ اَسْمَعُ مَنْ اُنَاجِیْہِ۔ یعنی میں اس کو سناتا ہوں جس کی میں مناجات کرتا ہوں یعنی وہ بہت اچھا سننے والا ہے۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے غائب نہیں ہے اور اس کے نزدیک اونچی اور آہستہ پڑھنا ایک جیسا ہے اور حضور علیہ السلام نے جب عمر رضؓ کو پوچھا تو انہوں نے عرض کی۔ اُوْقِظُ الْوُسْنَانَ اَیِ النَّائِمَ وَاَطْرُدُ الشَّیْطٰنَ۔ یعنی بیدار کرتا ہوں سوئے ہوؤں کو اور دور کرتا ہوں شیطان کو۔ یعنی حضرت عمر رضؓ نے حضور علیہ السلام کو مجاہدہ کا نشان بتلایا اور اس نے نشان مشاہدہ اور مجاہدہ کا مقام مشاہدہ کے مقام پہلو میں مانند ایک قطرہ کے ہے دریا سے اسی وجہ کی بنا پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ھَلْ اَنْتَ اِلَّا حَسَنَۃٌ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ۔ یعنی اے عمرؓ ابوبکر رضؓ کی تمام نیکیوں سے تو ایک نیکی کے مرتبہ پر ہے۔

اے طالب صادق! سمجھ لے کہ جب عمرؓ باوجود عزت اسلام ہونے کے حضرت ابوبکر رضؓ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے برابر ہے تو دیکھ کہ تمام جہان اس کے مقابلہ پر کس درجہ میں ہوگا۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے مقولوں سے ایک مقولہ یہ ہے۔ دَارُنَا فَانِیَۃٌ وَّاَحْوَالُنَا عَارِیَۃٌ وَّاَنْفَاسُنَا مَعْدُوْدَۃٌ وَّکَسْلُنَا مَوْجُوْدَۃٌ۔ کہ ہمارا مقام فانی ہے اور ہمارا احوال اس میں عاریتہً ہے اور ہمارے سانس گنے ہوئے ہیں اور ہماری سستی اسی طرح موجود۔ پس فانی گھر کی تعمیر میں مشغول ہونا از قبیل جہالت ہے اور عاریتی احوال پر بھروسہ کر لینا حماقت کی دلیل ہے اور چند سانسوں پر دل کو لگانا غفلت ہے اور کاہلی کو دین کہنے میں ٹوٹا ہے کیوں کہ جو چیز عاریت کے طور پر لی جائے اس سے اس کا مالک واپس لے لیتا ہے اور جو گذرنے والی ہو وہ نہیں رہتی اور جو چیز گنتی میں آتی ہے بالآخر وہ ختم ہو جاتی ہے۔ اور سستی کا تو کوئی دارو ہی نہیں۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم کو اس سے اس امر کا نشان دیا کہ دنیا اور دنیا کی چیزوں میں مشغول نہیں ہونا چاہیے۔ جس وقت تو فانی کی تحصیل میں مشغول ہوگا باقی محجوب ہو جائے گا۔ چوں کہ نفس اور دنیا خدا کے دوستوں کے لیے حجاب واقع ہوئے ہیں اس لیے ان دو سے اعراض کرنا چاہیے کیوں کہ انہوں نے جان لیا کہ دنیا عاریت کی چیز ہے اور عاریتی شئی پر ید ون

مالک کے اذن کے تصرف نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت ابوبکرؓ سے یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی مناجات میں کہا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اُبْسُطْ لِیَ الدُّنْیَا وَ زَھِّدْنِی عَنْھَا۔ اے اللہ میرے لئے دنیا کو فراخ کر اور مجھ کو اس سے روگردان فرما۔ اس مناجات میں آپ نے سب سے پہلے یہ ارشاد فرمایا کہ یا اللہ دنیا مجھ پر فراخ کر اور پھر فرمایا مجھے اس سے روگردان کر اس میں ایک عجیب رمز ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے دنیا عطا فرما تاکہ میں آپ کا شکر یہ ادا کروں اور پھر اس سے منہ موڑنے کی مجھے توفیق عطا فرما تاکہ درجہ شکر اور خرچ فی سبیل اللہ کا مجھے حاصل ہو جائے اور نیز صبر کا مقام بھی مجھے دستیاب ہو تاکہ کہیں بسبب فقر کے مجھ پر حالت اضطراری وارد نہ ہو جائے کیوں کہ فقر اختیاری ہو جائے گا۔ اور اس معنی میں تردید ہے اس پیر کارگر کی جس نے کہا کہ جس کا فقر بالاضطرار ہو گا۔ وہ کامل تر ہے بہ نسبت اس کے جس کا فقر با اختیار ہو۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ فقر اضطراری محض فقیر کی صنعت ہے اور فقر اختیاری اس کے فقر کی صنعت ہے۔ جب اس کا فقر فقر کی کشش سے جدا ہو جائے تو وہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ ساتھ تکلف کے اس کو حاصل کرے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ فقر کی صنعت اس وقت ظاہر ہو گی جب وہ غنا کی حالت میں اپنے دل پر فقر کو غلبہ عطا کرے گا اس کو اتنا عمل کرنا چاہیئے کہ وہ اس کو آدمؑ اور اس کی اولاد کے محبوب یعنی دنیا سے حاصل کرے اور نہ یہ کہ فقر کی حالت میں غنا کو مانگے اور غنا اس کے دل پر غلبہ اس حد تک اختیار کرے کہ وہ اس کی تلاش میں ظالم بادشاہوں کے دربار میں گھومتا ہوا نظر آوے۔ اور فقر کی صنعت یہ ہے کہ غنا سے فقر میں پڑے نہ یہ کہ فقر سے غنا میں پڑے۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ بعد انبیاء علیہم السلام کے اس صنعت میں سب سے مقدم ہے اور کسی کے لئے لائق نہیں کہ ان سے آگے قدم رکھے اور یہ کہے کہ فقر اضطراری فضیلت والا ہے فقر اختیاری سے اور صوفیوں کے تمام مشائخ نے سوا اس پیر مرد کے اسی مذہب پر اتفاق کیا ہے۔ اور اس پیر مرد کے تمام دلائل کو بھی میں نے بیان کر دیا۔ اب صدیق اکبرؓ کے ایک قول سے اس کو مؤکد کرتا ہوں اور یہ قول مشائخ کے مذہب پر واضح دلیل ہو گی۔ امام زہری حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں جب آپ سے لوگوں نے خلافت پر بیعت کی تو

آپ منبر پر خطبہ پڑھنے کے لئے جلوہ گر ہوئے آپ نے اپنے خطبہ میں یہ بات بھی بیان کی۔ وَاللّٰہِ مَا کُنْتُ حَرِیْصًا عَلَی الْاِمَارَۃِ یَوْمًا وَّلَا لَیْلَۃً قَطُّ وَلَا کُنْتُ فِیْھَا رَاغِبًا وَلَا سَأَلْتُھَا اللّٰہَ قَطُّ فِیْ سِرٍّ وَّعَلَانِیَۃٍ وَمَالِیْ فِی الْاِمَارَۃِ مِنْ رَّاحَۃٍ قسم ہے خدا کی کہ میں امارت پر حریص نہیں ہوں اور نہ ہوا ہوں اور نہ ہی کبھی میں دن اور رات میں اس پر حریص ہوا ہوں اور نہ ہی میں اس پر رغبت کرنے والا ہوا ہوں اور میں نے خدا تعالیٰ سے پوشیدہ اور علانیہ طور پر کبھی اس کے متعلق سوال نہیں کیا۔ اور مجھے امارت میں کوئی خوشی نہیں۔ اور جب بندہ کو اللہ عز وجل کمال صدق عطا فرماتا ہے اور عزت کے محل میں اس کو بٹھا دیتا ہے تو وہ خدا کے حکم کا منتظر رہتا ہے۔ جس صفت سے اللہ عز وجل اس کو موصوف فرما دے اسی پر راضی ہو جاتا ہے۔ اگر فقیر ہونے کا حکم آوے تو فقیر ہو جاتا ہے اور اگر امیر ہو جانے کا حکم ہو جائے تو امیر ہو جاتا ہے۔ اس میں اپنی طرف سے تصرف اور اختیار کسی قسم کا نہیں کرتا۔ ایسے ہی صدیق اکبر نے جیسے ابتدا میں تسلیم کے درجہ کو اختیار کیا ویسے ہی انتہا میں اختیار کیا پس اس طائفہ کی اقتدا تجرید اور تمکین اور فقر پر حریص ہونے میں اور ریاست کی خواہش ترک کرنے میں اس کے ساتھ ہے اس لئے کہ تمام عامہ مسلمینوں کا دین میں امام ہے۔ اور خاص مسلمانوں کا طریقت میں مسلمان ہے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اہل ایمان کا چوبدار اور اہل احسان کا صعلوک یعنی شیخ اور اہل حقیقت کا امام اور خدا کی محبت کے دریا میں ڈوبا ہوا ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں آپ کی کرامات شہرت پذیر ہوئیں اور آپ فراست اور دانش کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور آپ کے اس راستہ میں لطیفے ہیں اور اس معنی میں باریکیاں ہیں اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ۔ کہ حق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر کلام کرتا ہے اور حضور علیہ السلام نے فرمایا قَدْ کَانَ فِی الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّکُ مِنْھُمْ فِیْ اُمَّتِیْ فَعُمَرُ۔ کہ پہلی امتوں میں محدث ہوئے ہیں۔ اگر اس امت میں ہو گا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہے اور آپ کی اس راستہ میں بہت سی لطیف رمزیں ہیں اور یہ کتاب ان کا احاطہ نہیں کر سکتی مگر آپ فرماتے ہیں۔ اَلْعُزْلَۃُ رَاحَۃٌ مِّنْ خُلَطَاءِ السُّوْءِ یعنی گوشہ نشینی میں بری